سلسلۂ مطبوعات مجلس
۱۸۷

مسلمانانِ ہند

سے

صاف صاف باتیں

از

مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

بارِ دوم

۱۴۱۱ھ ——— ۱۹۹۱ء

کتابت ——— ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ——— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات ——— ۵۶

قیمت ———

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عناوین

"مسلمانانِ ہند سے صاف صاف باتیں"

چند معروضات (مقدمہ) از مولوی شمس تبریز خان صاحب
رفیق "مجلس تحقیقات و نشریات اسلام" ۵
مسلمانانِ ہند سے صاف صاف باتیں ۱۱
ہندوستانی مسلمانوں سے ۱۱
سچی حب الوطنی ۱۲
دیانتدارانہ و جرأتمندانہ جائزہ ۱۳
شرک و توحید کا فرق اور اس کے نتائج و عواقب ۱۴
۱۔ بعض مشرکانہ عقائد و اعمال ۱۶
۲۔ اخلاق و اعمال کا فساد اور اس کے بُرے نتائج ۱۸
۳۔ شہرت و عزت کا حد سے بڑھا ہوا شوق اور رسم و رواج کی شریعت
کی طرح اور اکثر اس سے زیادہ پابندی ۲۰
۴۔ مسرفانہ تقریبات ۲۶

www.abulhasanalinadwi.org

ایک مثالی واقعہ ۲۸
۵۔ ملّی اور اجتماعی تقاضوں اور ضرورتوں سے چشم پوشی اور ملت کی حفاظت و تقویت سے غفلت ۳۰
دانشمندانہ جدوجہد کی ضرورت ۳۳
مفلس کا چراغ ۳۴
۶۔ تعمیری و تعلیمی اداروں اور مرکزوں کی زبوں حالی اور حفاظت و اشاعت اسلام کی کوششوں کی کس مپرسی ۳۵
۷۔ انگریزی و ہندی پریس کی غیر موجودگی ۳۷
مسلسل عمل جراحی اور مسلسل مرہم گری، زندہ قوم کے شایانِ شان نہیں ۴۰
۸۔ حد سے بڑھی ہوئی جذباتیت اور جوشِ خطابت ۴۱
۹۔ طویل المیعاد اور صبر آزما جدوجہد سے عدم مناسبت ۴۴
۱۰۔ تعاون و اعتماد کی کمی، اجتماعی مفاد پر ذاتی مفاد کی ترجیح اور کردارکُشی ۴۷
۱۱۔ ماحول کو مانوس و متاثر اور ہم وطنوں کو اسلام اور مسلمانوں سے متعارف کرنے کی کوشش کا فقدان ۵۱
۱۲۔ ملک کے حالات کے جائزہ اور حقائق پر گہری نظر کی ضرورت ۵۵

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند معروضات

اس وقت عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے عموماً اور مسلمانانِ ہند کے خصوصاً جو احوال و کوائف ہیں اور جس طرح وہ اندرونی انتشار اور بیرونی پیکار و یلغار کے شکار ہیں، ایمان و یقین اور عقیدہ و عمل کی کوتاہیوں کے سبب وہ قرآن کے الفاظ میں دنیا و آخرت کے دو طرفہ اور دوگونہ خسارہ سے دوچار ہیں، اور ان کی قومی و ملی کمزوریاں ان کے رہنماؤں اور ہمدردوں کے لئے حد درجہ باعث فکر و تشویش بن گئی ہیں، ان کی دینی و دنیوی کوتاہ نظری و بے اعتدالی اور پسماندگی کو دیکھ کر اگر کوئی دردمند فرد ان کی چارہ گری کے لئے اٹھتا ہے تو ملت کے داغ داغ بدن کی ابتر صورتِ حال دیکھ کر وہ کہہ اٹھتا ہے کہ ؎

مصحفیؔ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

مگر ناامیدی کفر ہے اور اللہ کی رحمت و عنایت سے مایوسی کا کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

سوال نہیں، اس لئے امت مرحومہ کے صاحب غیرت وحمیّت اور اہل دعوت وعزیمت ہمیشہ اس کی غم خواری وچارہ سازی کے لئے کمربستہ ہوکر میدان جہد وعمل میں آتے رہے ہیں اور ہر قسم کے ہمت شکن، حوصلہ فرسا اور صبر آزما حالات میں بھی ملت کی رہنمائی اور اس کے سفینہ کی کشتی بانی کا فرض اس یقین کے ساتھ انجام دیتے رہے ہیں کہ ؎

چہ غم دیوار امت راکہ باشد چوں تو پشتیبان
چہ فکر از موج بحر آنراکہ باشد نوحؑ کشتیبان

اصلاح ملت کے کارگزاروں کے لئے یہ ارشاد نبویؐ ہمیشہ مہمیز کا کام دیتا رہا ہے کہ:۔

مَن لم یھتم بأمر المسلمین فلیس منّا۔	جو مسلمانوں کے معاملہ کی فکر نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے موقعہ پر فرمایا جس کی روایت حضرت تمیم داریؓ نے کی ہے کہ "الدّین النصیحۃ، قلنا لمن؟ قال للّٰہ ولکتابہ ولرسولہ ولأئمۃ المسلمین وعامتھم"[1] (دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا کس کی خیر خواہی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی، اس کی کتاب، اس کے رسول اور مسلمانوں کے سربراہوں اور

[1] مسلم ۱/۵۴

www.abulhasanalinadwi.org

مسلم عوام کی خیر خواہی۔)

انھیں گوناگو دینی و ملّی تقاضوں سے مجبور ہو کر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ نے تقسیم ہند سے کچھ عرصہ پیشتر "ہماری قومی سیرت کے کمزور پہلو" کے عنوان سے ایک اہم اور بر وقت مقالہ رقم فرمایا تھا، جسے بہت مقبولیت و اہمیت حاصل ہوئی، پھر ۱۹۷۵ء میں ایک رسالہ "مسلمانانِ ہند سے کچھ صاف صاف باتیں" کے عنوان سے متعدد بار شائع کیا گیا، اور چونکہ یہ باتیں ایسی ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کے گوش گزار ہونی چاہئیں، اس لئے مولانا کی ترمیم و اضافہ کے بعد اسے دوبارہ بڑے پیمانہ پر شائع کیا جا رہا ہے۔

ناظرین مولانا کے بارے میں جانتے ہیں کہ انھوں نے دنیا کو اچھی طرح دیکھا اور پرکھا ہے، اور ایشیا و افریقہ، یورپ اور امریکہ کے بیشتر ممالک میں ان کا اکثر جانا ہوتا ہے اور وہاں کے علمی و دعوتی حلقوں سے رابطہ رہتا ہے، اسی طرح برصغیر ہند و پاک کا شاید ہی کوئی اہم شہر ایسا ہو جو ان کے دینی و دعوتی اسفار سے محروم رہا ہو، اور اس کے عوام و خواص سے ان کا ملنا نہ ہوا ہو۔

اس کے ساتھ وہ متعدد اہم بین الاقوامی تنظیموں کے بنیادی ارکان میں ہیں جہاں عالم اسلام کے نمائندوں سے ملنے اور ان ممالک کے

www.abulhasanalinadwi.org

تازہ حالات سے باخبر رہنے کا انھیں برابر موقع ملتا رہتا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں سے ان کے ربط و تعلق کی مدّت نصف صدی سے بھی زائد ہے، انھوں نے اس صدی میں برپا ہونے والی ملکی وملّی تحریکوں اور ان کے قائدین کو قریب سے دیکھا، چنانچہ تحریک خلافت، جمیعۃ علماء ہند، تحریک احرار و خاکسار، مسلم لیگ اور کانگریس اور حزب اختلاف کے انقلابات ان کے سامنے رہے ہیں، مسلمانوں کی علمی، دینی تحریکات و شخصیات اور ہندوستانی مسلمانوں کے عوام و خواص سے بھی ان کا قریبی سابقہ رہتا ہے، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے وہ بانی و بنیادی ارکان میں اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر ہیں، اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کے مزاج و نفسیات اور ان کی خوبیوں اور کمزوریوں سے واقفیت کے جیسے اور جتنے مواقع ان کو حاصل رہے ہیں شاید ہی کسی اور عالمِ دین کو حاصل ہوں۔

مزید برآں قرآن حکیم اور تاریخ اقوام و ملل کا مطالعہ اور عالمِ اسلام کے عروج و زوال کے اسباب کا تجزیہ آپ کے محبوب موضوعات رہے ہیں، جن پر آپ کی فاضلانہ کتابیں شاہد ہیں۔

اس پس منظر میں آپ کے مطالعہ و مشاہدہ، اور تجزیہ و فیصلہ کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ ایمانی فراست اور دینی حکمت و بصیرت

www.abulhasanalinadwi.org

پر مشتمل اور ایک وسیع و عمیق مطالعہ و تجربہ کا نتیجہ ہے، اور یہ "صاف صاف باتیں" اس مخلص شخصیت کی ہیں جو ان کا پورا حق رکھتا ہے اور حق گوئی پر مجبور ہے کہ "الرَّائدُ لایکذب أهله" (قافلہ کا پیشرو اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔)

یہاں یہ بات قارئین کرام پر واضح رہے کہ حضرت مولانا کی اس تحریر کا مقصد خدانخواستہ کسی مایوسی اور مسلمانوں کے مستقبل سے ناامیدی کا اظہار ہرگز نہیں اور نہ ان کی تصنیفی زندگی سے کوئی بھی واقفیت رکھنے والا یہ محسوس کر سکتا ہے، بلکہ ان کی یہ صاف گوئی صرف امت کی خیر خواہی اور صدق احساس و خلوص کا نتیجہ ہے، اور بس ؎

نوا را تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حُدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی

ان کی نمایاں رجائیت اور ملّتِ اسلامیہ کی ابدیت پر یقین اور اس کے تابناک مستقبل کی بشارت ان کی کتابوں "تاریخ دعوت و عزیمت" (۱۔۲۔۳۔۴۔۵) "روشنی کا مینار" اور "مردِ خدا کا یقین" میں بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔

اس مختصر رسالہ میں بڑی جامعیت کے ساتھ مسلمانانِ ہند کو بیدار اور ہوشیار کرنے والی صاف اور بے لاگ باتیں آگئی ہیں، جو انھیں حال کے

www.abulhasanalinadwi.org

خطرات سے آگاہ اور مستقبل کے لئے آمادۂ فکر و عمل کرتی ہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ ۝

شمس تبریز خاں
رفیق مجلس تحقیقات و نشریات اسلام
لکھنؤ

۱۱ ر شعبان ۱۴۰۵ھ
۲ ر مئی ۱۹۸۵ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی

مسلمانانِ ہند سے صاف صاف باتیں

اس وقت ساری دنیا کے مسلمانوں کے عمومی حالات نے اس بات کی شدید ضرورت پیدا کردی ہے کہ ان سے بغیر کسی رو رعایت اور بغیر کسی اشارہ کنایہ کے کچھ صاف صاف باتیں کی جائیں، یہی ان کے ساتھ سب سے بڑا خلوص اور سب سے بڑی ہمدردی ہے اور اسی میں اپنی اور تمام مسلمانوں کی حفاظت اور سلامتی کا راز مضمر ہے، یہ فریضہ ہر جگہ اور ہر زبان میں ادا ہونا چاہئے۔

ہندوستانی مسلمانوں سے

لیکن خصوصی ذمہ داری اور تعلق کی بناء پر اس وقت روئے سخن ہندوستانی مسلمانوں کی طرف ہے جن کے تازہ حالات نے ان کو ایک طرف اپنے حالات کا دیانت دارانہ اور حقیقت پسندانہ جائزہ لینے پر مجبور کردیا ہے، دوسری طرف ان میں حقائق و واقعات پر غور کرنے کی نئی صلاحیت اور استعداد پیدا ہوگئی ہے، مزید برآں خاص سیاسی و خارجی حالات نے

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی صورت حال کچھ ایسی بنا دی ہے کہ ان کے لئے دین کی کھلی راہ اختیار کرنے اور نصرت الٰہی کے سایہ کے نیچے آنے کے سوا کوئی راہ نہیں ہے۔

قرآن مجید کے معجزانہ الفاظ میں ان کی صحیح تصویر یہ ہے:۔

حَتّٰی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ	یہاں تک کہ جب زمین اپنی ہی
الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ	وسعتوں کے ساتھ ان پر تنگ
عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ	ہوگئی اور ان کی طبیعتیں گھٹنے لگیں
لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ ؕ	اور وہ گمان کرنے لگے کہ اللہ سے
(التوبہ۔ ۱۱۸)	صرف اللہ ہی کے دامن رحمت میں پناہ ہے

سچی حُبُّ الوطنی

ایک ذی ہوش، صاحب ضمیر، غیور اور جری قوم کی طرح ہمیں اپنے گردوپیش کے حالات کا پورا جائزہ لینا چاہیئے، اس سلسلہ میں جو غلطی ملک کی جمہوری اور نامذہبی حکومت کی طرف سے اور جو کوتاہی قومی اور ملکی اداروں سے ہو رہی ہو ایک ہندوستانی کی حیثیت سے پوری طاقت اور صفائی کے ساتھ اس پر تنبیہ کرنے کی ضرورت ہے، اور اس سلسلہ میں کسی بدگمانی یا ریشہ دوانی سے نہیں ڈرنا چاہیئے کہ یہی سچی حُبُّ الوطنی ہے، جمہوریتیں اسی طرح پنپتی اور پھلتی پھولتی ہیں، اور ملکوں کی سلامتی اور خوش حالی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دیانتدارانہ وجرأتمندانہ جائزہ

ہمارا اللہ سے عہد ہے کہ اس سلسلہ میں ہم کسی موقعہ پرستی یا مصلحت شناسی سے کام نہیں لیں گے اور خواہ ہماری آواز کیسی ہی صدا بصحرا ثابت ہو ہم یہ آواز بلند کرتے رہیں گے۔

لیکن کوہ صفا کی صاف گوئی کی تقلید اور رہنمائی میں جب ایک صبح دنیا کے سب سے سچے انسان کی آواز پر مکہ کی وادی کے بسنے والے اس انتظار واضطراب میں جمع ہو گئے تھے کہ کسی بیرونی خطرہ اور حملہ آور دشمن کی اطلاع دی جائے گی لیکن ان کو بتایا گیا کہ دشمن ان کے باہر نہیں ان کے اندر ہے اور سب سے بڑا خطرہ وہ ہے جو ان کی گمراہی اور غلط طرز زندگی کے نتیجہ میں ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے، اس کی ضرورت ہے کہ اس ملک کے مسلمانوں کو خود اپنے حالات کا جائزہ لینے پر آمادہ اور اس خطرہ سے ہوشیار کیا جائے جو ان پر سایہ فگن ہے، اس سلسلہ میں عقائد اور اعمال واخلاق سے لے کر ملی فرائض، اجتماعی ذمہ داریوں اور قوموں کے عروج وزوال کے الٰہی وقرآنی اصولوں اور قوانین کے جائزہ کی ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی کے لئے اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر کے ارشادات کافی ہیں، یہاں کسی تفصیل کا موقعہ نہیں، چند باتیں جو قرآن مجید

www.abulhasanalinadwi.org

کے محدود مطالعہ کے نتیجہ میں نظر میں آئیں لکھی جاتی ہیں۔
حالات کی تبدیلی اور حقیقی حفاظت اور نصرت کے لئے ان کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

شرک و توحید کا فرق اور ان کے نتائج و عواقب

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسی قوم جو خدا کے پیغمبر پر ایمان لا چکی ہو اور اس کو آسمانی کتاب دی جا چکی ہو، مشرکانہ اعمال میں مبتلا ہو جائے تو وہ خدا کی رحمت و قدرت سے دور اور ذلت و بے عزتی کا شکار ہو جاتی ہے، سورۂ اعراف میں بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے صاف فرمایا گیا ہے :-

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ	جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پہ
سَیَنَالُهُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ	بہت جلد ان کے رب کی طرف سے
وَذِلَّةٌ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا	غضب اور ذلت اسی دنیوی
وَکَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُفۡتَرِیۡنَ۝	زندگی ہی میں پڑے گی، ہم افترا
(الاعراف ۱۵۲)	پردازیوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

دوسری طرف توحید کامل پر صاف صاف عزت و سربلندی، دین کے غلبہ و استحکام اور امن و حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، ارشاد ہے :-

www.abulhasanalinadwi.org

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(النور-۵۵)

تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائیگا، جیسے ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی، اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے لئے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بامن کردے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو جو شخص اس وعدہ کے بعد ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

نزول قرآن کے بعد جن لوگوں (صحابہ کرامؓ) نے سب سے پہلے اور سب سے مکمل طریقہ پر اس شرط کو پورا کیا ان کے متعلق غیر مبہم الفاظ میں شہادت دی گئی اور تاریخ نے ادب سے سر جھکا کر اس کی تصدیق کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (الانفال ـ ٢٦)	اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے، اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ لوگ تم کو نوچ کھسوٹ نہ لیں، سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا کیں تاکہ تم شکر کرو۔

ا۔ بعض مشرکانہ عقائد و اعمال

یہ حقیقت خواہ کتنی ہی تلخ، ناخوشگوار اور بہت سے لوگوں کے لئے نامانوس ہو مگر حقیقت ہے کہ ہم مسلمانوں میں کچھ مشرکانہ عقائد و اعمال پائے جاتے ہیں اور شرک جلی کے وجود کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، اس کے اعتراف کے لئے تھوڑی سی قرآن فہمی اور کسی قدر اخلاقی جرأت کی ضرورت ہے، اگر شرک کی کوئی حقیقت ہے اور وہ "عنقا" کی طرح کوئی خیالی و فرضی پرندہ نہیں اور اگر قوموں اور ملتوں کے لئے ایک ہی میزانِ عدل اور ایک ہی پیمانۂ انصاف ہے، تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بہت سے مسلمان (خواہ ماحول سے متاثر ہو کر خواہ علم اور صحیح تبلیغ کی کمی کی وجہ سے) اس ذہنی گمراہی اور عملی بے راہ روی میں

www.abulhasanalinadwi.org

مبتلا ہو گئے ہیں، جس کو قرآن میں صاف صاف شرک کہا گیا ہے، اگر کسی کو اس میں شبہ ہو یا وہ کسی خیالی دنیا میں رہتا ہو تو کسی "مرجع خلائق" مزار پر جا کر اور کسی عرس میں شریک ہو کر دیکھ لے یا ان عقائد و خیالات کے سننے کی کوشش کرے جو بہ کثرت عوام اور کہیں کہیں خواص نے اولیائے کرام، بزرگانِ دین اور اپنے سلسلہ کے مشائخ کے متعلق قائم کر رکھے ہیں کہ "صفت خلق" (پیدا کرنے کی طاقت) "ایجاد عالم" (عالم کو عدم سے وجود میں لانے کی قدرت) اور مشکل سے ایک دو صفتوں کے علاوہ صفات و افعالِ الٰہی میں سے کون سی صفت اور کون سا فعل و تصرف ہے جو انھوں نے ان بزرگوں سے منسوب نہیں کر رکھا ہے، اور سجدہ سے لے کر دعا و استعانت تک کون سا معاملہ ہے جو خدا کے ساتھ ہونا چاہئے انھوں نے ان ہستیوں کے ساتھ روا نہیں رکھا ہے؟ قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کسی بڑی بستی یا خوش اعتقادی کے کسی غالی مرکز میں چلے جائیے اور اس کا امتحان کر لیجئے۔

ایسی حالت میں خالص قرآن کی روشنی میں حفاظت اور نصرت و تائید الٰہی کی کیا امید کی جا سکتی ہے اور رہنمایانِ قوم کی خارجی تدبیریں کیا کارگر ہو سکتی ہیں، جبکہ امن و حفاظت تمکن کے لئے اس کی شرط کی گئی ہے کہ:۔

يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا (النور-۵۵)	بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس سلسلہ میں علماء و واعظین و واقفین حال کا جو فرض ہے وہ محتاج بیان نہیں، اور اس فرض کے "فرض کفایہ" کے درجہ میں بھی باقی نہ رہنے سے جس عمومی باز پرس اور مواخذہ کا خطرہ ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔

۲۔ اخلاق و اعمال کا فساد اور اس کے برے نتائج

دنیا میں جس طرح اللہ کا قانون طبیعی جاری و ساری ہے، ہزاروں برس سے آگ جلاتی ہے، پانی بجھاتا ہے، سنکھیا کام تمام کرتی ہے، تریاق زہر کے اثر کو دور کرتا ہے، دوائیں، غذائیں، قوت، تعداد اسلحہ، محنت، تنظیم اور زندگی گزارنے اور کامیابی حاصل کرنے کے آزمودہ اور معروف طریقے بحکم الٰہی اپنا اثر رکھتے ہیں، اسی طرح اس کائنات میں ایک اخلاقی قانون مکافات بھی ہے، اچھے برے اخلاق و اعمال، افراد اور قوموں کی زندگی میں اپنا اثر اور خاصیتیں رکھتے ہیں، قرآن مجید میں اقوام سابقہ کے تذکرہ میں ان کی تاثیر اور ان کے نتائج کا واضح طریقہ پر ذکر کیا گیا ہے، اور ان افراد اور اقوام کا انجام بتایا گیا ہے جنھوں نے ان اخلاق و اعمال کا مظاہرہ کیا قوم ہودؑ، قوم صالحؑ، قوم لوطؑ اور قوم شعیبؑ کا حال دیکھ لینا کافی ہے، جن کے خاص امراض و احوال و اخلاق (کیرکٹر) کی نشان دہی کی گئی ہے اور ان کے ان اعمال و اخلاق کا انجام بتایا گیا ہے، حدیث شریف میں خاص خاص اخلاق و اعمال کا انجام اور دنیاوی زندگی میں ان کے اثرات اور خاصیتوں کا

www.abulhasanalinadwi.org

بہت صاف الفاظ میں تذکرہ ہے کسی پر بے برکتی کسی پر امراض و پریشانیوں کی کثرت، کسی پر کثرتِ اموات، کسی پر ذلّت و خواری، اور کسی پر بزدلی و مرعوبیت کا اعلان کیا گیا ہے، اس "طبّ نبوی" کا مطالعہ اس دور میں خاص طور پر بہت ضروری اور مفید ہے، اس طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کے ترک پر اطلاع دی گئی ہے کہ دعائیں تک مقبول نہ ہوں گی۔ صحیح روایت میں آتا ہے۔

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال: "والذی نفسی بیدہ لتأمرنّ بالمعروف ولتنھونّ عن المنکر أو لیوشکنّ اللہ أن یبعث علیکم عقابا منہ ثم تدعونہ فلا یستجاب لکم"[1]	حضرت حذیفہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ اس کا خطرہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیج دے، پھر تم اسے پکارو تو تمھاری دعا قبول نہ کی جائے۔

اس کے برخلاف توبہ و انابت کی عمومی فضا پر آئے ہوئے عذاب کے ٹل جانے کی خبر دی گئی ہے۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ	کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی

---

[1] رواہ الترمذی

www.abulhasanalinadwi.org

فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ (سورۂ یونس۔ ۹۸)

پھر کام آیا ان کو ایمان لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم جب یقین لائی کھول دیا ان پر ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی میں اور کام چلایا ان کا ایک وقت تک۔

فساد عقیدہ، فساد اعمال و اخلاق کے علاوہ مسلمانوں میں ایک بڑی تعداد نفاقِ عملی و اخلاقی میں اور خواص و قائدین کی ایک تعداد نفاق اعتقادی تک میں مبتلا ہے ایک بڑی تعداد فرائض کی تارک حتی کہ اسلام کے رکن اعظم نماز سے غافل اور مستقل و علانیہ تارک صلوٰۃ ہے، ضرورت ہے کہ تمام سیاسی و اجتماعی تدبیروں کے ساتھ (اور حقیقتاً ان سے پیشتر اور ان سے زیادہ) اصلاحِ اعمال و اخلاق اور فرائض و ارکانِ دین کی پابندی کی دعوت دی جائے اور جزاء الاعمال کے الٰہی قانون کی روشنی میں خصوصیت کے ساتھ ان اخلاقی امراض و عملی فسادات سے ملت کو ڈرایا جائے جو بڑے مہیب اجتماعی و عمومی نتائج رکھتے ہیں، اور جن کے لئے قرآن و حدیث میں نص صریح موجود ہے اور بدقسمتی سے بہت سے مسلمان اس میں مبتلا ہیں۔

۳۔ شہرت و عزت کا حد سے بڑھا ہوا شوق اور رسم و رواج کی شریعت کی طرح اور اکثر اس سے زیادہ پابندی

ایک اہم چیز جو عالم غیب میں بھی بڑا اثر رکھتی ہے اور ملی و اجتماعی

زندگی میں بھی اس کے اثرات بڑے وسیع اور دور رس ہیں، وہ مسلمانوں کا اپنے ذاتی معاملات پر اور اپنی دلچسپی کے دائرہ میں اسراف و فضول خرچی، شہرت و عزت کے حصول یا رسم و رواج کی پابندی میں بے دریغ روپیہ صرف کرنا اور اپنے پڑوسیوں، عزیزوں اور ملت کے دوسرے افراد کے فقر و فاقہ، اضطرار و اضطراب اور ان افسوس ناک حالات سے چشم پوشی اور بے حسی ہے، جن میں کم سے کم انقلاب کے بعد مسلمان اس ملک میں مبتلا ہو گئے ہیں فقہ و فتاویٰ کا محتاط و محدود زبان اور حلال و حرام کے معین حدود و احکام میں خواہ اس کے لئے حرمت کا کوئی صریح فتویٰ اور لرزہ خیز لفظ نہ ملے، اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ صورت حال اللہ تعالیٰ کی حکیم و عادل ذات اور ربوبیت و رحمت عامہ کی صفات کے لئے غضب اور سخت ناپسندیدگی کا باعث ہے کہ ایک ایسے ماحول و زمانہ میں جہاں ایک کثیر تعداد نان شبینہ کی محتاج ہو، جہاں بہ لب مریض دوا، اور برہنہ تن شریف مرد اور عورتیں ستر پوشی سے محروم ہوں، کہیں کسی بیوہ کے چولھے پر توا اور کہیں کسی غریب کے جھونپڑے میں دیا نہ ہو، ایک ایک دعوت، اور ایک ایک تقریب میں سیکڑوں اور ہزاروں روپئے بے دریغ خرچ کئے جائیں۔

اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قابل ملامت و نفرت اور غضب الٰہی بلکہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی چیز لڑکی والوں سے زیادہ سے زیادہ جہیز کا

www.abulhasanalinadwi.org

مطالبہ اور فرمائشوں کی وہ فہرست ہے جو لڑکے یا لڑکے والوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے، اور اس کو رشتہ کی شرط قرار دیا جاتا ہے، کہیں اس کو "تلک" کی رسم، کہیں "سلامی" اور کہیں "گھوڑے جوڑے" سے تعبیر کیا جاتا ہے، لڑکی کو اپنی حیثیت کے مطابق جہیز دینا خلاف شرع و سنت نہیں، بلکہ وہ درحقیقت اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک و صلہ رحمی ہے، جو فی نفسہ امر مباح بلکہ مستحسن ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی جگر گوشہ حضرت فاطمہ زہراءؓ کو جہیز میں روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں دیں جس میں ایک خمیل (جھالر دار چادر) ایک مشک، ایک تکیہ دیا تھا جس میں گھانس بھری تھی[1]، بعض روایات میں آتا ہے کہ ان کے دینے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علیؓ کے پاس جن سے شادی ہو رہی تھی روزمرہ کے استعمال کا سامان بھی نہ تھا، اس سے ان کے اسباب خانہ داری کی فراہمی کی بھی نیت تھی، صحابہ کرامؓ اور ہر طبقہ اور حیثیت کے مسلمانوں نے اپنی بیٹیوں کو ضرورت کا سامان دیا اور یہ اب بھی جائز و مستحسن ہے لیکن اب اس کی شکل بالکل بدل گئی ہے، اب نہ ہدیہ مقصود رہا ہے، نہ صلہ رحمی بلکہ ناموری، شہرت کی طلب اور پابندی رسم رہ گئی ہے، اور اس میں

---

[1] البدایۃ والنہایۃ ج ۳/ ۳۴۶۔ بروایت بیہقی، بعض روایات میں ہے کہ ایک پلنگ اور بستر دیا اور بعض میں ہے کہ آپؐ نے ایک چادر دو چکیاں اور ایک مشک بھی دی (سیرت النبی حصہ دوم، علامہ شبلی نعمانیؒ)

www.abulhasanalinadwi.org

بہت سی ایسی پابندیاں شامل ہوگئی ہیں، جن کی کوئی شرعی اساس نہیں، اس رسم کو پورا کرنے کے لئے لڑکی والے کو اکثر اوقات قرض بھی لینا پڑتا ہے خواہ سود ہی دینا پڑے، یا حویلی، باغ، اور ضروری املاک فروخت کرنی پڑیں، ہندوستان سے باہر ممالک اسلامیہ میں اس کی یہ اہمیت اور اس کا یہ اہتمام نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستانی معاشرہ کی دین ہے یہ چیز جو اکثر یتی فرقے اور ہندو سماج سے مسلمانوں میں پچھلے دنوں میں آئی ہے، اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ اس نے شادی کو ایک مصیبت اور دشوار ترین کام بنا دیا ہے، اور اس کی وجہ سے ایسے افسوسناک واقعات پیش آئے اور آرہے ہیں، جن سے اس غیرتِ خداوندی کے حرکت میں آجانے کا خطرہ ہے جس کی بناء پر سلطنتوں، معاشروں اور تہذیبوں کے چراغ گُل اور ملک زیر و زبر کر دیئے گئے ہیں۔

مسلمانوں کا جو حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں فرض تھا کہ ان کی موجودگی میں غیر مسلم معاشرہ میں بھی یہ ظلم عظیم نہ ہوتا جس کی پاداش میں ملک پر قہر الٰہی کے نزول کا اندیشہ ہے، اور وہ اپنے کو اس نبیؐ کا وارث و نائب ثابت کرتے جس کے لئے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ	اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اس وقت تک
وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورۃ الانفال ۳۳)	عذاب نازل کرنے والا نہیں ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔

ملکی معاشرہ میں یہ بیماری کس حد تک پہونچ گئی ہے، اس کا اندازہ کرنے کے لئے مشہور اخبار "قومی آواز" مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۸۴ء کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:۔

"نئی دہلی ۹ر جون مہیلا سرکشا سمیتی کے صدر و ممبر پارلیمنٹ مسز پرمیلا ڈنڈوتے نے کل ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی راجدھانی نئی دہلی میں اب جہیز کے لئے ہر بارہ گھنٹے پر ایک دلہن کو جلا کر مار ڈالا جاتا ہے، جبکہ اس سے قبل ایک دن میں اس طرح کی ایک موت واقع ہوتی تھی، اس سلسلہ میں انھوں نے کہا کہ جہیز کے خاتمہ کے لئے اعلان تو بہت ہوتے ہیں، اور اقدام بھی کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب کاغذی معلوم ہوتے ہیں کہ ان سے صورت حال میں بظاہر کوئی سدھار نہیں آیا ہے بلکہ وہ دن بدن ابتر ہوتی جا رہی ہے، جہیز کا سودا جیسے پہلے ہوتا تھا اب بھی دھڑلّے سے ہو رہا ہے اور لڑکی والے جہیز کا بندوبست کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اس کے باوجود ان کی لاڈلی اولاد کو جلا کر بھسم کر دیا جاتا ہے۔"

ایک دوسرے اخبار "دعوت" دہلی کا بھی ایک اقتباس ملاحظہ ہو:۔

www.abulhasanalinadwi.org

"گزشتہ سال دہلی میں ۶۱۰ عورتیں جل کر ہلاک ہوگئیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر روز اوسطاً دو عورتیں جل کر ہلاک ہوئیں ان میں سے صرف چالیس ۴۰ عورتوں کی اموات کی وجہ جہیز کے تنازعات بتائی گئی تھی، گزشتہ سال جولائی میں جہیز کے تنازعات کی وجہ سے ہونی والی اموات کے مقدمات کی سماعت کے لئے ایڈیشنل سیشن جج مسٹر ڈے جی کپور کو جج مقرر کیا گیا تھا جب سے اب تک ان کی عدالت میں جہیز کی وجہ سے اموات کے صرف گیارہ ۱۱ مقدمات پیش کئے گئے ہیں، ان میں سے چار ۴ کی سماعت مکمل ہوگئی ہے، اور ان مقدمات میں انھوں نے عمر قید کی سزا سنائی ہے، ایک اور ایڈیشنل سیشن جج مسٹر ایس ایم اگروال نے گزشتہ مئی میں جہیز کی وجہ سے ایک عورت کی موت کے مقدمہ میں سزائے موت کا حکم سنایا تھا، یہ یقین کرنے کی مناسب وجوہات موجود ہیں کہ جہیز کی وجہ سے اموات کی تعداد درج کئے گئے مقدمات کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی"۔

لیکن افسوس ہے کہ خود مسلم معاشرہ میں یہ مرض داخل ہوگیا ہے، اور مسلمان اس کو دینداری، بلکہ انسانیت و شرافت کے بھی خلاف نہیں سمجھتے اور فہرست میں سے کسی ایک چیز کی تکمیل نہ ہونے پر دلہنوں اور بعض اوقات

www.abulhasanalinadwi.org

برسوں منکوحہ بیوی یا بہو کو اپنے گھر آنے کی اجازت نہیں دیتے۔
ضرورت ہے کہ اس کے خلاف ایک طوفانی مہم چلائی جائے اور مسلمانوں کے دینی شعور اور جذبے کو بیدار کیا جائے، اور اس رسم کا بالکلیہ استیصال اور قلع قمع ہو جائے، ورنہ اس کے نتیجہ میں کسی بلائے آسمانی، یا آفتِ ناگہانی کے ظاہر ہونے کا خطرہ ہے، باقی اس کے جو معاشرتی خاندانی، اخلاقی نتائجِ بد ظاہر ہو رہے ہیں، وہ کسی کی نظر سے مخفی نہیں۔

۴۔ مسرفانہ تقریبات

شریعت کی روح، دین کے مزاج اور انسانی و اخلاقی نقطۂ نظر سے کسی طرح اس کا جواز نہیں نکل سکتا کہ جب ہزاروں لاکھوں افراد کی زندگی کی بنیادی ضرورتیں پوری نہ ہو رہی ہوں، لاکھوں آدمیوں کو قوت لایموت حاصل نہ ہو رہی ہو، اور وہ جسم و جان کا رشتہ بھی قائم نہ رکھ سکتے ہوں، ملت کے لاکھوں بچے فیس اور کتابوں اور ضروری مصارف کے نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہوں، ہزاروں ادارے جو ملت کے لئے روح کا حکم رکھتے ہیں اور بیسیوں منصوبے جن کی تکمیل کے بغیر اس ملت کا وجود مشکوک اور اس کا مستقبل تاریک ہے، موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوں، ہمارے اہلِ ثروت تجار اور ذی حیثیت لوگ اپنی اولاد کی شادیوں، خوشی کی تقریبوں اور

www.abulhasanalinadwi.org

رسومات کی تکمیل میں پانی کی طرح روپیہ بہائیں، زمانہ کے بہت سے تغیرات و انقلابات اور علم و ترقی کے باوجود مسرفانہ اور "شاہانہ" شادیوں اور تقریبوں کا رواج بند نہیں ہوا، البتہ بعض جگہ انھوں نے جدید (ماڈرن) طرز اختیار کر لیا ہے، اور سیاسی مصالح و مقاصد بھی کہیں کہیں ان سے وابستہ ہو گئے ہیں آج بھی ہماری بہت سی برادریوں، تجارت پیشہ حلقوں اور عمائد شہر میں تقریبات پر جو ایک انسانی ضرورت اور دینی فریضہ تھا، دل کھول کر اور جان پر کھیل کر روپیہ خرچ کرنے کا رواج ہے، ان میں سے بہت سے حضرات اپنی دوسری عملی زندگی میں دیندار اور صاحبِ خیر بھی ہیں مگر انھوں نے اس شعبہ کو دین سے بالکل غیر متعلق سمجھ رکھا ہے اور اس میں اچھے اچھے لوگ ان آیات کا مصداق ہیں۔

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ۔	آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے۔
(سورۃ الفرقان ۴۳)	
بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○	بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے، اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے رستہ چل رہے ہیں۔
(سورۃ الزخرف۔ ۲۲)	

www.abulhasanalinadwi.org

حقیقتاً اس سلسلہ میں سخت قدم اٹھانے کی ضرورت ہے، ان فرائض وتقریبات کا تخیل ومفہوم یکسر بدلنے کی ضرورت ہے، اس کے خلاف اعلانِ جنگ اور اعلان بغاوت کی ضرورت ہے، اس بات کو صاف طریقہ پر واضح کر دینے کی ضرورت ہے کہ یہ مسرفانہ تقریبات افراد کے لئے غضب الٰہی کا موجب اور ملت کے لئے وبال وادبار کا باعث ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحیم وحکیم ذات اور اس کی حکیمانہ شریعت ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتی کہ اس چھوٹے نام ونمود اور اس عارضی رونق وزینت یا کام ودہن کی فانی لذت پر وہ دولت صرف کی جائے جو سیکڑوں ضرورت مندوں کے کام آسکتی تھی۔

ایک مثالی واقعہ

خوش حال وسربرآوردہ مسلمانوں کے سامنے یہ واقعہ آنا چاہیئے کہ مدینۂ منورہ کی محدود ومختصر آبادی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نکاح کرتے ہیں اور اس ذات گرامی کو اطلاع بھی نہیں ہوتی جس کی شرکت وموجودگی ہر بزم کے لئے باعث فخر وزینت تھی، خصوصاً ایک جلیل القدر صحابی اور مہاجر کے کاشانہ کا چراغ بجا طور پر تھی، جس نے ابھی ابھی اس نئے شہر میں قدم رکھا تھا اور جس کے سارے تعلقات اسی مہاجر برادری سے

قائم تھے، اور یہاں کی رونق وبرکت سب اسی ذاتِ عالی کے طفیل تھی، جس سے ازدواجی زندگی کا یہ طریقہ اور اس کے یہ احکام معلوم ہوئے تھے، آج دور دراز کے عزیزوں اور دوستوں کو یہاں تک کہ ان ملکوں سے جہاں پاسپورٹ اور ویزا ہے مدعو کیا جاتا ہے، اور حضرت عبدالرحمن رضؓ کی شادی کی اطلاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت ہوتی ہے جب ان کے کپڑوں پر خوشبو کا نشان ملاحظہ فرمایا جاتا ہے، پوچھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے شادی کرلی ہے، اس وقت برکت کی دعا کی جاتی ہے اور ولیمہ کے لئے ہدایت ہوتی ہے، خواہ ایک بکری ہی ذبح کرکے ہو۔[1]

اب وقت آگیا ہے کہ ان "حوصلہ مندیوں" پر جن کا ان مواقع پر اظہار کیا جاتا ہے، ہمارا ذمہ دار طبقہ اپنی پوری ناپسندیدگی اور بیزاری کا اظہار کرے، ان حوصلہ مند حضرات کو بھی سوچنا چاہیئے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات مسلمانوں کی معاشی پستی اور بدحالی بلکہ فلاکت اور ہلاکت کے دور میں اس کی کیا گنجائش ہے کہ کوئی فرد اپنے یہاں کی کسی ایک تقریب پر اتنے مصارف کردے جس سے ایک برادری کی پرورش یا مکمل ادارہ کا انصرام ہوسکتا ہے؟ ان کو آخرت کے مؤاخذہ اور حساب سے بھی ڈرنا چاہیئے جب ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا، اور افراد وملت کی شدید ضروریات

---

[1] ملاحظہ ہو صحیح مسلم ۔ باب النکاح علی وزن نواۃ من ذہب۔

www.abulhasanalinadwi.org

کی موجودگی میں اس دریا دلی کا جواز پیش کرنا ہوگا، جو اپنی ذات تک محدود تھی۔

۵۔ ملّی اور اجتماعی تقاضوں اور ضرورتوں سے چشم پوشی اور ملّت کی حفاظت و تقویت سے غفلت

قرآن مجید سے یہ بات صاف طریقہ سے ثابت ہوتی ہے کہ امت کے ملّی اور اجتماعی تقاضوں اور دین کی حفاظت و اشاعت کے مطالبہ اور اس کی ضرورتوں میں اپنا مال صرف کرنے سے آنکھیں بند کر کے افراد کا اپنے ذاتی کاروبار اور اپنی معاشی ترقی و استحکام کی فکر و کوشش میں انہماک صریح خودکشی کے مرادف ہے اور جو جماعت یہ غلط راستہ اختیار کرتی ہے، وہ اپنے ہاتھوں ہلاکت کے غار میں گرتی ہے، اور اس شاخ پر تیشہ چلاتی ہے جس پر اس کا آشیانہ ہے بلکہ کھلے لفظوں میں وہ اپنے ہاتھوں زہر ناب کا پیالہ پیتی ہے قرآن مجید کے صاف لفظ ہیں۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں،
وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ	اور اپنی جان کو ہلاکت میں
(سورۃ البقرۃ ۱۹۵)	نہ ڈالو۔

اس آیت کے محرمِ راز میزبانِ نبوت حضرت ابو ایوب انصاریؓ تھے،

www.abulhasanalinadwi.org

انھوں نے قسطنطنیہ کے محاصرہ میں ان لوگوں کو ٹوکا جو اس آیت سے دین کے راستہ میں قربانی اور خطرہ میں پڑنے کی مخالفت نکالتے تھے، اور ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اس آیت کی رو سے جو کسی دینی مقصد کے لئے اپنی جان پر کھیل جائے یا سر ہتھیلی پر رکھ کر نکلے وہ خودکشی کا مرتکب ہے، انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب ایک عرصہ کی مالی قربانیوں اور عملی سرفروشیوں کے بعد اسلام کے قدم مدینہ میں جم گئے، اور اسلام کے سپاہی اور مجاہد پیدا ہوگئے، تو ہم نے سوچا کہ اب کچھ روز کے لئے ہم اسلام کی نصرت اور خدمت (اور گویا اس سلسلہ کے بے پایاں مصارف سے) عارضی رخصت لے کر کچھ عرصہ کے لئے اپنے ذاتی کاروبار، باغات، زراعت اور ان تجارتوں کو سنبھالیں اور ان کی دیکھ بھال میں ہمہ تن مشغول ہوجائیں جو ہماری تبلیغی اور مجاہدانہ سرگرمیوں اور روز و شب کی مشغولیت کی وجہ سے سخت متاثر ہوئی تھیں اور ان پر کاری ضرب پڑی تھی، حضرات انصار کے دل میں یہ وسوسہ بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ اسلام کی خدمت اور اس کی قربانیوں سے مستقل طور پر سبکدوشی اور آزادی حاصل کرلیں انھوں نے محض وقتی طور پر عارضی رخصت اور اجازت لینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان صریح اور ڈرا دینے والے لفظوں میں ان کی تنبیہ کی گئی اور بتلایا گیا کہ دین و ملت کی مدد سے (عارضی) دست کشی اور انفرادی سرسبزی اور

www.abulhasanalinadwi.org

بہبود کا خیالی منصوبہ بھی کھلی خودکشی کا مرادف ہے، اس سے غیر مشتبہ طریقہ پر یہ ثابت ہو گیا کہ افراد کا وجود ملت سے ہے اور ملت ہی کی حفاظت اور استحکام میں ان کی حفاظت اور استحکام کا راز مضمر ہے جس طرح پتّوں کی سرسبزی وشادابی درخت سے وابستہ ہے، درخت سے جدا ہونے کے بعد کسی خارجی کوشش اور کسی بڑی سی بڑی ذہانت اور صنعت سے بھی ان کو سرسبز وشاداب نہیں رکھا جا سکتا، اسی طرح ملت کے افراد کی زندگی اور اس کا نمود و ارتقاء بھی ملت ہی سے مربوط ہے، اور ہر دور میں ان کے لئے پیام ازلی اور قانون زندگی یہی ہے کہ۔ ع

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

افراد موج ہیں اور ملت ایک رواں دریا، دریا کے بغیر موجوں کا تصور بھی ممکن نہیں۔ ع

موج ہے دریا میں، اور بیرون دریا کچھ نہیں

اسی طرح ملت اسلامیہ کے افراد کسی ملک میں ملت سے کٹ کر اور اس کے ملی اور اجتماعی تقاضوں سے آنکھیں بند کر کے محض انفرادی خوش حالی، معاشی ترقی، ذاتی سرمایہ اور تموّل، ذاتی منصب و اعزاز و شخصی حفاظت وضمانت پر بھی زندہ محفوظ و باعزت و باوقار نہیں رہ سکتے، ملت کے کھلے ہوئے اجتماعی تقاضوں اور ضرورتوں کی تکمیل سے افراد کا پہلو تہی کرنا اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے بارے میں تغافل سے کام لینا اور اپنے ذاتی کاروبار کی ترقی اور اپنے محدود خاندانوں کی بہبود و آسائش پر اپنی تمام توجہ مرکوز کر لینا اور اپنی خیالی جنت میں مست رہنا اور اسی کو حقیقی مسرت و کامیابی سمجھنا اپنے حق میں کانٹے بونا اور پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے، ممالک اسلامیہ کی پوری تاریخ اور مسلمانوں کا سابق طرزِ عمل اس اعلان کی صداقت کی تصدیق کرتا ہے جس نسل یا ملک کے مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی اور انھوں نے اس کوتاہ نظری اور کوتاہ اندیشی سے کام لیا وہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے گئے، اور ان کی زندگی کا تار پود بکھر کر رہ گیا، اندلس، بخارا اور سمرقند کی تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔

دانشمندانہ جدوجہد کی ضرورت

ہندوستان کے مسلمان اس وقت ایک فیصلہ کن مرحلہ سے گزر رہے ہیں، یہاں ملت اسلامیہ ہندیہ کی بقا کے لئے ایک بڑی پُرعزم لیکن دانشمندانہ جدوجہد کی ضرورت ہے، یہاں مسلمانوں کے ملی وجود ان کی اجتماعی شخصیت وانفرادیت کی بقا کے لئے کچھ کاموں کی تکمیل ضروری ہے، وہ اس ملک میں مسلمانوں کی حیثیت سے رہیں، محفوظ ہوں، باعزت ہوں، موثر اور فیصلہ کن ہوں، حالات وواقعات سے عہدہ برآ ہو سکیں زمانہ اور ایک ترقی کرنے والے ملک کے قافلہ کے ساتھ قدم ملا کر چل سکیں بلکہ ضرورت ہو تو ان کی رہنمائی

www.abulhasanalinadwi.org

اور کارواں سالاری کا فرض بھی انجام دے سکیں، قیادت کی ذمہ داریاں بھی سنبھال سکیں اور اس ملک کو مہیب خطرہ اور مہلک زوال سے بچا سکیں، اس کے لئے چند تعلیمی و تعمیری کوششوں اور تحریکوں اور عظیم اداروں اور فکری مرکزوں کی ضرورت ہے، ان تحریکوں اور اداروں کا وجود اور ان کا استحکام و ترقی اس ملت کے وجود کے لئے وہی حیثیت رکھتا ہے، جو ہوا اور پانی ایک زندہ انسان کے لئے اگر یہ تحریکیں اور ادارے سرسبز، توانا اور روبہ ترقی ہیں تو ملت کا وجود محفوظ، اس کا مستقبل روشن اور ملک میں اس کا مقام متعین ہے، کسی اکثریت یا فرقہ کا تعصب و تنگ نظری یا حکومت کی کمزوری و جانب داری اس کے وجود کو ختم یا اس کے مستقبل کو تاریک نہیں بنا سکتی، اور کوئی بڑے سے بڑا فرقہ وارانہ فساد اس کی قسمت پر مہر نہیں لگا سکتا۔

مفلس کا چراغ

لیکن اگر اس ملت کے افراد اپنے ذاتی مستقبل کی تعمیر میں ہمہ تن مشغول و منہمک ہیں، اس کے متمول اور با استطاعت افراد ملی تقاضوں اور ضرورتوں سے غافل ہیں، وہ اپنی "خواہشات" اور "حوصلہ مندیوں" پر تو بے دریغ اور شاہانہ اولوالعزمیوں کے ساتھ روپیہ صرف کرسکتے ہیں، لیکن احیاء و بقائے ملت کی تحریکیں اور ادارے سرمایہ کی کمی کی وجہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

دم توڑ رہے ہیں، یا وسائل کی کمی کی وجہ سے ان کا حال وہ ہے جو شاعر نے اپنے درد مند دل کے متعلق لکھا ہے ؎

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہے گویا چراغ مفلس کا

تو پھر یہ افراد (خواہ سرمایہ کے لحاظ سے قارون وقت ہوں) ہر وقت خطرہ سے دوچار ہیں، اللہ کی نگاہ میں ان کی پرکاہ کے برابر بھی قیمت نہیں، حالات کی کوئی خفیف سی تبدیلی اور واقعات کی کوئی ہلکی سی لہر بھی ان کے ان چھوٹے چھوٹے مصنوعی حصاروں کو ریت کی دیواروں کی طرح بہا کرلے جائے گی، اور کسی دن جب آنکھ کھلے گی تو ان کو نظر آئے گا کہ وہ دفعتاً ہر چیز سے محروم ہو گئے ہیں، اور ایک تن آسان اور خدا فراموش اور فرض ناآشنا قوم کی طرح ان کا حال بھی یہی ہوگا:۔

فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ	تو ان پر آیا اللہ کا عذاب ایسی جگہ
لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ	سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا، اور
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ (الحشر-۲)	اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب۔

۴۔ تعمیری و تعلیمی اداروں اور مرکزوں کی زبوں حالی اور حفاظت و اشاعتِ اسلام کی کوششوں کی کس مپرسی

ہندوستان کی یہی صورت حال ان لوگوں کو (جن کی سنت اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

اور آئین الٰہی پر ذرا بھی نظر ہے) لرزہ براندام کئے ہوئے ہے، ہندوستانی مسلمان ساری سیاسی تبدیلیوں اور معاشی انقلاب کے باوجود اب بھی اتنے سرمایہ کے مالک ہیں کہ یہاں احیاء وبقائے اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کی ہر تحریک اور یہاں کے مرکزی دینی وتعلیمی ادارے بخوبی چل سکتے ہیں، اور ایک لمحہ کے لئے ان کو مالی بحران سے دوچار ہونے، دوسرے ملکوں کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں، نہ اپنے اصلاحی وتعمیری پروگرام میں اختصار یا التواء کی ضرورت ہے لیکن کتنی تحریکیں ہیں جن کی کامیابی کے بغیر مسلمانوں کا تعلیمی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، کتنے ادارے ہیں، جن کے بغیر مستقبل میں مسلمانوں کے متعلق یہ کہنا ممکن نہ ہوگا کہ ؏

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

کتنے مرکز ہیں جو تعلیم یافتہ مسلمانوں اور نوجوانوں کو ذہنی تہذیبی ارتداد سے (جو سیلاب کی طرح آرہا ہے) بچانے میں مدد دے سکتے ہیں نوجوانوں کے ذہن میں اسلام اور اس کے مستقبل پر اعتماد (جس کو مغربی تعلیم وافکار نے متزلزل کر دیا ہے) بحال کر سکتے ہیں، مستشرقین مغرب کے پھیلائے ہوئے زہر کے لئے (جو ان سب دماغوں کو مسموم کر رہا ہے، جن کے ہاتھ میں مسلم ممالک کی قیادت ہے) تریاق مہیا کر سکتے ہیں، اور ان کا علمی محاسبہ کرکے ان کو بے اثر بنا سکتے ہیں، کتنے مرکز ہیں جو بدلے ہوئے حالات میں اسلام کے ابدی قانون

www.abulhasanalinadwi.org

اور زندگی کے رواں دواں قافلہ کے درمیان رفاقت و مطابقت پیدا کر سکتے ہیں، اور اس طبقہ کو جو واقعات و حقائق سے دوچار ہے نئی رہنمائی نیا اعتماد اور نیا ایمان عطا کر سکتے ہیں، اور اس کام کو دوبارہ جاری کر سکتے ہیں جو متکلمین اسلام نے اپنے اپنے وقت میں انجام دیا، کتنے افراد و ادارے ہیں جو مغربی زبانوں اور ہندوستان کی مقامی بولیوں میں اسلام اور قرآن و سیرت نبوی کا تعارف کرا سکتے ہیں، اور ان سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں جو حق کی جویا اور جمال جہاں آرائے نبوی کی نادیدہ عاشق ہیں، زیر تعلیم مسلمان نوجوانوں کی حفاظت و تربیت کے لئے کتنے منصوبے ہیں جو ان کو الحاد و فساد کا لقمہ تر بننے سے بچا سکتے ہیں اور ان کے اندر ایمان کی چنگاری کی حفاظت کر سکتے ہیں، لیکن یہ سب تحریکیں اور ادارے یا تو وسائل کے فقدان کی وجہ سے ایک خواب شیریں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے یا اگر کہیں وجود میں آ گئے ہیں تو جیسا کہ عرض کیا گیا مفلس کے چراغ کی طرح ٹمٹما رہے ہیں۔

۷۔ انگریزی اور ہندی پریس کی غیر موجودگی

دنیا میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے کہ کسی ملک میں پندرہ کروڑ کی ایک اقلیت پائی جاتی ہو، جن میں لاکھوں کی تعداد میں بڑے سرمایہ دار

www.abulhasanalinadwi.org

اور لاکھوں کی تعداد میں بڑے تعلیم یافتہ حضرات موجود ہوں، سیاسی حالات اور پچھلی تاریخ نے اس کے گرد تعصبات اور غلط فہمیوں کا جال پھیلا دیا ہو، سیاسی جماعتوں کی مصلحتوں اور تنگ نظر فرقہ پرستی نے اس کو کوہ آتش فشاں کے دہانہ پر کھڑا کر دیا ہو، ہر وقت اس کے متعلق بڑی سے بڑی غلط فہمی پیدا کرنے کا امکان ہو وہ اگر مظلوم و معصوم ہو تو اس کو ظالم و خونخوار ثابت کرنا وہ اگر اپنی حفاظت خود اختیاری کا فرض بھی انجام نہ دے تب بھی اس کو دست درازی اور لشکر کشی کا مجرم ٹھہرانا، وہ اگر مقتول ہو تو اس کو قاتل گردانا آسان ہو، اس کا مخالف پریس ہر وقت رائی کو پربت اور افسانہ کو حقیقت بنا سکے، لیکن اس سب کے باوجود اس ملت کے پاس کوئی طاقتور پریس نہ ہو، اس برعظیم کے طول و عرض میں اس کا ایک بھی انگریزی روزنامہ نہ ہو، ہندی میں اس کی آواز پہونچانی مشکل ہو، ملک کے ذمہ دار صاحب اختیار حلقہ اور ارباب حکومت تک (ان کی مانوس زبان میں) حرف شکایت تک پہونچانا اور صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا بھی ممکن نہ ہو، لیکن ہر طریقہ سے اس ملت کی خوش حالی کا اظہار رہتا اور معاشی منصوبوں سے لے کر دینی شعبوں اور خیراتی کاموں تک وہ اپنی زندگی اور اولو العزمی کا ثبوت دیتی رہتی ہو، دینی جذبہ اور سیاسی شعور سے قطع نظر اس ملت کی

www.abulhasanalinadwi.org

عقلِ عام (COMMON SENSE) کے متعلق کیا کہا جائے گا۔

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

پھر اس ملت کو کسی دوسرے فرقہ، کسی جماعت یا حکومت کی شکایت کرنے کا کیا حق ہے اور کسی بڑے سے بڑے واقعہ پر چیں بہ جبیں ہونے کا کیا موقعہ ہے؟ ملک کے کسی گوشہ میں فرقہ وارانہ فساد کا ہو جانا ایک ایسا غیر معمولی واقعہ ہے کہ اس پر جتنی توجہ کی جائے کم ہے، مظلوم و متاثر مسلمانوں کی ہر قسم کی امداد نہ صرف دینی بلکہ اخلاقی و انسانی فرض ہے مسلمان اپنا پیٹ کاٹ کر اور اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر بھی اگر اس فساد زدہ علاقہ کی مدد کریں تو بے جا نہیں، فساد زدہ علاقوں کے لئے ہندوستانی مسلمانوں نے جو کچھ کیا وہ ادائے فرض اور احساس فرض کی معمولی مثال ہے جس پر کوئی تعجب ہونا نہیں چاہیئے، جو کچھ ہوا وہ کم ہے، اس سے بھی زیادہ حمیت دینی اور ایثار و قربانی کی ضرورت ہے لیکن یہ بات اس وقت خواہ کیسی بھی سمجھی جائے بہرحال حقیقت ہے کہ یہ مسئلہ کا حل نہیں، اندیشہ ہے کہ فساد زدہ علاقوں کی مدد کہیں خدانخواستہ ایک "سالانہ عرس" نہ بن جائے، جس میں مسلمانوں کی ساری صلاحیتیں اور توانائیاں مصروف ہو کر رہ جائیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسلسل عمل جرّاحی اور مسلسل مرہم گری زندہ قوم کے شایانِ شان نہیں

ہمیں اس صورت حال کو کسی حال میں گوارا نہ کرنا چاہئے، اور اس کو روایت نہیں بننے دینا چاہیئے، وہ ملت بڑی قابل رحم اور بڑی بدقسمت ہے جو ایک طرف مجروح و مظلوم ہو اور دوسری طرف ملت کے سارے وسائل اس کی چارہ سازی میں صرف ہوں، ایک طرف زخم لگے اور دوسری طرف مرہم لاکر رکھا جائے، یہ ملت ہرگز اس مسلسل عمل جرّاحی اور مسلسل مرہم گری کے لئے پیدا نہیں ہوئی، فسادات کے سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے کے لئے ملت کے حالات میں مستقل تبدیلی کی ضرورت ہے، ان ناکوں کے بند کرنے کی ضرورت ہے جن سے یہ فسادات ملت کے حصار میں داخل ہوتے ہیں، یہ ناکے بیرونی سے زیادہ اندرونی ہیں، ایسی فضا اور صورت حال کے پیدا کرنے کے لئے کہ فسادات کا امکان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے، احیاء و بقائے اسلام اور حفاظت مسلمین کی ٹھوس تعمیری، انقلاب انگیز اور مستقل اور مسلسل تحریکوں اور اداروں کی ضرورت ہے اور جب تک یہ تحریکیں فروغ نہیں پائیں گی اور اتنی طاقتور و موثر نہ بن جائیں گی کہ سپر کا کام دے سکیں اس وقت تک یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

قریبی واقعات نے پھر ایک بار اس کا موقعہ پیدا کر دیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان پوری صورتِ حال کا دیانت دارانہ اور حقیقت پسندانہ جائزہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور قرآن و حدیث کی روشنی میں موجودہ واقعات کے حقیقی اسباب تلاش کریں اور ان کے مستقل انسداد و ازالہ کے طریقوں پر غور کریں اور سطحی و وقتی و جذباتی طریقوں کے بجائے اللہ کی کتاب سے رہنمائی حاصل کر کے صحیح طریق علاج اختیار کریں مسلمانوں کا طریق فکر و نظر عام اقوام عالم کی طرح نہیں ہو سکتا، نہ ان کی بیماریاں اور مصائب و پریشانیاں عام ملل و اقوام کی طرح محض تکوینی و طبعی ہیں، نہ ان کا علاج محض طبعی و تکوینی ہے، اس ملت کے بگاڑ کا سبب اور اس کی پریشانیوں کا سرچشمہ بھی الگ ہے، اور اس کے انسداد کے طریقے بھی الگ!

۹۔ حد سے بڑھی ہوئی جذباتیت اور جوش خطابت

ہندوستانی مسلمانوں کی ان کمزوریوں میں جو اس اخیر دور میں (اور کہا جا سکتا ہے کہ تحریک خلافت کے بعد سے جس کا بلاشبہ ہندوستانی مسلمانوں کی بیداری میں بڑا حصہ ہے) ان کا قومی مزاج بن گئی ہیں، ان کی حد سے بڑھی ہوئی جذباتیت اور جوش خطابت ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حوادث اور مخالفتوں کا مقابلہ کرنے اور نازک و اہم ذمہ داریوں اور آزمائشوں سے عزت کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کے لئے عزم راسخ، جذبۂ قوی، مہم جوئی و خطر پسندی کا بڑا دخل ہے، اور قوموں اور ملتوں کی تاریخ میں اس کی کھلی شہادتیں ملتی ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن دانشمند اور فرزانہ قائدوں کو اس جذباتیت، قلبی جوش و تأثر اور اس کے لئے مؤثر اور شعلہ نوا خطابت سے بڑے احتیاط و تناسب کے ساتھ کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ کچھ دنوں کے بعد یہ جذباتی ہیجان اور یہ آتش نوائی اپنا اثر کھودیتی ہے اور "بھیڑیا آیا! بھیڑیا آیا!" کی قدیم کہانی دہرائی جاتی ہے۔

پھر یہ حقیقت بھی سامنے رہنی چاہئے کہ الفاظ کا بھی ایک درجۂ حرارت و برودت اور خاص (TEMPERATURE) ہوتا ہے، اگر معمولی حرارت کے موقعہ پر آخری درجۂ حرارت کے الفاظ استعمال کر لئے جائیں، تو وہ الفاظ کا غلط استعمال، محل و مقام سے صرف نظر اور سامعین کے ساتھ ایک طرح کا دھوکہ ہوگا، حقیقت پسند اور تعمیری ذہن رکھنے والی بامقصد قومیں اور ملتیں اور ان کے قائد و رہنما اس بارے میں بڑے محتاط و حسّاس ہوتے ہیں، جس طرح زر و مال کے معاملہ میں اسراف و فضول خرچی اور حد سے تجاوز مذموم ہے، ایسے ہی الفاظ کے معاملہ میں خصوصاً جب وہ قوموں اور ملتوں کی زندگی میں فیصلہ کن کردار ادا کریں، اور ان کو بعض اوقات اپنی جان پر کھیل جانے پر آمادہ کردیں اور ان کے نتیجہ میں بعض ایسے واقعات و نتائج رونما ہوں جن کی تلافی ممکن نہ ہو سکے زر و مال سے زیادہ (جن کا اثر افراد اور خاندانوں تک محدود رہتا ہے)

www.abulhasanalinadwi.org

الفاظ کے استعمال اور سامعین کو جوش دلانے کے بارے میں زیادہ احتیاط واعتدال کی ضرورت ہے۔

جوش انگیز تحریکوں کے بعد سے دیکھا جارہا ہے کہ ایسے جلسوں میں بھی جن کا مقصد اصلاحی و تعمیری یا اپنے ملی مسائل اور شکایات کا پیش کرنا ہوتا ہے، جلسہ کے مقررین کے درمیان سامعین کے جذبات کو برانگیختہ کرنے اور خطابت کا جوہر دکھانے کا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے، اور جو الفاظ انتہائی ضرورت کے موقع پر اور بعض اوقات کبھی سالہا سال کے بعد استعمال کئے جانے چاہئیں وہ بے تکلف روزمرہ کے جلسوں میں استعمال کئے جاتے ہیں، اور ایک مقرر کے بعد جب دوسرا مقرر آتا ہے تو وہ پہلے کو اپنی آتش نوائی اور سحر انگیزی سے بھلا دینا چاہتا ہے، اگر ایک کہتا ہے کہ "ہم سروں کا قطب مینار کھڑا کر دیں گے" تو دوسرا کہتا ہے کہ "ہم خون کا بحر احمر جاری کر دیں گے" علی ھذا القیاس پھر جب ان آخری لفظوں کے بعد بھی کوئی عملی نتیجہ نہیں نکلتا تو سننے والوں پر یہ الفاظ بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں، اور ان کی قوت عمل کو نقصان پہونچانے کے سوا ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

خاص طور پر جس ملک میں مختلف فرقے اور قومیں آباد ہیں اور جہاں حالات کی تبدیلی کے لئے جمہوری طریقے بھی مؤثر و مفید ہوں وہاں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے بعض وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان قوم

www.abulhasanalinadwi.org

پیدائشی خطیب اور مقرر ہے، اور اس کا ہر فرد لیے جوش و خروش کے ساتھ تقریر کر سکتا ہے، اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ جن قوموں نے بڑے بڑے سیاسی معرکے سر کئے اور مخالف طاقتوں کو اپنے سامنے جھکا لیا، انھوں نے اس سے کم جوشِ خطابت اور الفاظ کی بازیگری سے کام لیا اور وہ اب بھی متوازن و بقدر ضرورت خطابت سے بڑے بڑے مسائل حل کر رہی ہیں لیکن ہماری قومی مجالس اور ان کی "دھواں دھار" تقریروں کے نتیجہ میں خود مسلمانوں کا مذاق اس گرم مسالہ اور تیز مرچ کھانے والے کا سا ہو گیا ہے، جس کو اس سے کم پر تسکین نہیں ہوتی اور وہ ہر وقت ہَلْ مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔

قوموں اور ملتوں کی زندگی میں جن کو اپنی باعزت ملّی زندگی کے لئے ایک لمبی مسافت طے کرنی ہے، بے ضرورت اور حد سے بڑھی ہوئی تیز روی جو تھوڑی مسافت میں تھکا کر بے دم کر دے، کوئی دانشمندانہ عمل اور حقیقت پسندانہ مشورہ نہیں، اسی کے ساتھ وہ مسلمانوں کے داعیانہ و مصلحانہ مزاج و مقام سے بھی ہم آہنگ نہیں۔

۹۔ طویل المیعاد اور صبر آزما جدّوجہد سے عدم مناسبت

اس حد سے بڑھی ہوئی جذباتیت اور جوش خطابت کا ایک قدرتی

www.abulhasanalinadwi.org

ونفسیاتی نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایسے کاموں سے مناسبت ختم یا کم ہوتی جارہی ہے جو صبر و استقلال مسلسل جدوجہد، اور ایک طویل المیعاد سعی و عمل کے محتاج ہیں، اور جن کے فوری نتائج نکلنے کا بہت کم امکان ہے، اور جو بعض اوقات پہاڑ تراش کر جوئے شیر لانے کے مرادف ہوتے ہیں، اس کے مقابلہ میں ان کو سر کٹا دینا اور گھر لٹا دینا آسان معلوم ہوتا ہے لیکن زیادہ دن کسی تکلیف کو برداشت کرنا اور کسی کام میں محنت کرنا ان کے ملی مزاج کے خلاف ہو گیا ہے۔

یہ افتادِ طبع اور ایک بڑے پیمانہ پر یہ صورت حال بڑی تشویشناک ہے، اس لئے کہ قوموں اور ملتوں کو عزت کا مقام حاصل کرنے اور ملی مسائل کو حل کرنے اور اپنے ملی تشخصات کی حفاظت اور ایک باعظمت صاحبِ دعوت، اور حامل پیغام ملت کی طرح زندگی گزارنے کے لئے فوری قربانیوں اور جوش و جذبات کے مظاہرہ سے زیادہ خاموش، مسلسل جدوجہد اور صبر و استقلال کی ضرورت ہے۔

یہ مسلّمہ حقیقت اور عالمگیر صداقت ہے کہ اقلیت کو عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے اکثریت کے مقابلہ میں دوگونہ بلکہ چہار گونہ محنت اور جانفشانی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی اصول پر (ناگواری اور مجبوری کے ساتھ کہنا پڑتا ہے) یہودیوں نے امریکہ میں، اور بیشتر مغربی ممالک

www.abulhasanalinadwi.org

میں اپنی زندگی، صلاحیت اور مشکل پسندی کا ثبوت دیا، اور اس نے ملک و حکومت میں وہ اثر و نفوذ حاصل کر لیا جس کا اس کے عددی تناسب کے ساتھ کوئی میل نہ تھا، لیکن شاید ہندوستان واحد ملک ہے جہاں مسلمان اقلیت اکثریت کے مقابلہ میں دوگونہ اور سہ گونہ محنت کے بجائے برابر کی محنت بھی نہیں کرتی، اور اس کا نتیجہ ہے کہ وہ مقابلہ کے امتحانوں میں امتیاز حاصل کرنے اور بڑے اور ذمہ دارانہ عہدوں میں حصہ پانے سے محروم ہوتی جارہی ہے' اور اگر یہی لیل و نہار رہے تو اندیشہ ہے کہ ہندوستان کی پسماندہ اور اچھوت اقوام کی صف میں آجائے یا اس سے بھی پچھڑ جائے' جو بڑی تشویش اور فکر کی بات ہے۔

یہ قومی مزاج جو بہت کچھ انداز خطابت اور اپنی کوششوں کے جلد سے جلد نتائج حاصل کر لینے کے شوق کا نتیجہ ہے' ہندوستان کی جیسی پیچیدہ صورت حال میں مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش کا سبب بن گیا ہے' ان کے لئے کسی ادارہ کا زیادہ دن تک چلانا کسی محاذ پر زیادہ دیر تک کوشش کرنا مشکل ہو گیا ہے' جس کا نتیجہ ہے کہ جو ادارے انھوں نے ایک صدی یا نصف صدی پہلے قائم کئے تھے' ان میں سے اکثر مُرسی حالت میں باقی ہیں یا انتشار و بے توجہی کا شکار ہیں، اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

مقابلہ میں اکثریت کے بالعموم اور متعدد اقلیتی فرقوں کے تعلیمی ادارے اس سے بہت قلیل عرصہ میں کہیں سے کہیں پہونچ گئے ہیں، اور اپنے معیارِ تعلیم، عمارتوں کی تکمیل اور اتحاد و تعاون کے ساتھ کام کرنے میں دونوں کا کوئی مقابلہ نہیں، یہ اس ذہنی کیفیت اور ملی مزاج کا فرق اور اس قیادت و جوشِ خطابت کا نتیجہ ہے جو مسلمانوں کا شعار اور مایۂ افتخار بن گیا ہے۔

۱۰۔ تعاون اور اعتماد کی کمی، اجتماعی مفاد پر ذاتی مفاد کی ترجیح اور کردار کُشی،

قومی زوال کی علامتوں میں سے ایک تشویشناک علامت یہ ہے کہ مسلمانوں میں اجتماعی و ملی کاموں کو باہم دگر تعاون اور جذبۂ اعتماد کے ساتھ انجام دینے کی صلاحیت روز بروز مفقود ہوتی جارہی ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے عظیم سے عظیم تر ادارے (خواہ وہ تعلیمی ادارے ہوں یا رفاہی تنظیمات) موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں، اور ان کی کشتی طوفان سے ہر وقت اس طرح دوچار رہتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے اب ڈوبی تب ڈوبی، اس کا بڑا سبب (اکثریتی فرقے کے برخلاف) ان اداروں کے سربراہوں کی دیانت و خلوص اور

www.abulhasanalinadwi.org

انتظامی صلاحیت پر اعتماد کی کمی ہے، اور ان کے ہر اقدام اور فیصلہ کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے کی عادت اور اس کی توقع اور مطالبہ ہے کہ وہ ہر ایک کو مطمئن اور راضی کریں، اور سرپرستوں، سیاسی رہنماؤں اور بااثر افراد کی خواہشات و مفادات پر ادارہ کے مصالح اور مفادات کو بے تکلف قربان کر دیں۔

بعض اوقات ان بااثر لوگوں میں سے اگر کسی کی ادنیٰ خواہش کی تکمیل نہیں کی جاتی تو وہ اس ادارہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے اور ملت کو بڑے سے بڑے بیش قیمت آثاثہ سے بھی محروم کر دینے سے بھی احتراز نہیں کرتا، قومی زوال کی ابتدائی و واضح علامتوں میں سے ایک علامت ملی اداروں کے چلانے کی صلاحیت کا فقدان ہے، جس میں سب سے زیادہ اعتماد باہمی، جذبۂ تعاون اور کسی حد تک ایثار و قربانی اور تحمل و ضبط نفس کی ضرورت ہے، اگر کسی ادارہ کو خوش قسمتی سے کوئی مخلص کارگزار و کارکن مل گیا، لیکن وہ تمام قومی نمائندوں، طلبہ کے سرپرستوں اور کمیٹی کے ارکان کو بیک وقت مطمئن نہیں کر سکا اور اس کو ادارہ کے مفاد میں کچھ اصلاحی قدم اٹھانے پڑے تو اس کی تمام خوبیوں، خلوص و دیانت پر پانی پھیر دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جاتی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہ صرف ادارہ کے ذمہ داروں بلکہ ملت کے عام قائدین اور خدمت گزاروں کے بارے میں ملت کا دُہرا معیار ہے اپنے لئے ہر طرح کی گنجائش، ہر چیز کا جواز اور توسُّع، لیکن ذمہ داروں، قائدین سے حضرت فاروق اعظمؓ کا نہیں تو سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ کے زہد و ورع اور طرز زندگی کا مطالبہ ایک اردو محاورہ کے مطابق اپنے لئے "بخشش سو سو" اور خادمین ملت کے معاملہ میں "حساب جَو جَو" اس طرز فکر اور طرز عمل نے اداروں اور تعمیری کوششوں کو بھی ہر وقت خطرہ میں مبتلا کر دیا ہے اور ملت کی خدمت کے آرزومندوں کو بھی کسی ذمہ داری کے قبول کرنے کے بارے میں سَو مرتبہ غور کرنے اور تمام عواقب و نتائج اور پچھلے کارکنوں کے انجام کو دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔

بات صرف بے اعتمادی، خوردہ گیری اور احتساب کی شدت تک محدود نہیں ہے، افتراء، اتہام اور کردار کشی (CHARACTER - ASSASINATION) تک پہونچ گئی ہے، کسی ملی رہنما، سیاسی قائد اور دینی شخصیت کے بارے میں راہ چلتے بھی کچھ سن لیا جائے تو بات کا بتنگڑ اور رائی کا پربت بنا لیا جاتا ہے اور کڑی سے کڑی ملا کر ایک داستان وضع کر لی جاتی ہے، جس کی ساری بنیاد قیاس آرائی، سیاسی مقصد برآری یا صحافتی گرمی محفل پر ہوتی ہے، اس کا سلسلہ تحریک خلافت

www.abulhasanalinadwi.org

کے محبوب و جانباز رہنماؤں سے شروع ہو کر جنھوں نے اپنی پوری زندگی ملت کے لئے قربان کر دی، علاقائی رہنماؤں، سماجی کارکنوں اور دینی شخصیتوں تک مسلسل چلا آرہا ہے' اور اس صورت حال پر سوداؔ کا شعر صادق آتا ہے ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

لیکن اکثریتی فرقہ کا اپنے رہنماؤں اور قومی کارکنوں کے بارے میں طرز عمل واضح طور پر اس سے مختلف ہے' اپنی دوسری کمزوریوں کے باوجود اس بارے میں وہ نمایاں طور پر محتاط، فراخ دل، وسیع النظر اور نتائج کا انتظار کرنے والے ہیں' اس کا نتیجہ ہے کہ ان کے قومی رہنماؤں اور سماجی کارکنوں کو اپنے منصوبوں کی تکمیل کا پورا موقعہ ملتا ہے' اور وہ ان کو بام عروج تک پہونچاتے ہیں' اور ان کی قوم ان کی خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کرتی اور ان کی شکر گزار ہوتی ہے، سیاسی تحریکات کے رہنماؤں سے لے کر قومی یونیورسٹیوں کے بانیوں اور اصلاحی مرکزوں' آشرموں کے بانیوں سے لے کر فرقہ پرست جماعتوں احیائیت REVIVALISM کے داعیوں تک یہ کلیہ عام ہے' اس قومی تفاوت پر اقبالؔ کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

دیکھ مسجد میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ
بت کدہ میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

www.abulhasanalinadwi.org

۱۱۔ ماحول کو مانوس و متاثر اور ہم وطنوں کو اسلام اور مسلمانوں سے متعارف کرنے کی کوشش کا فقدان

مسلمانانِ ہند کی ایک بڑی کمزوری، کوتاہ اندیشی اور عواقب سے چشم پوشی یہ ہے کہ وہ اپنے ماحول کو (جس کا غالب عنصر نہ صرف ان سے مذہبی اختلاف رکھتا ہے بلکہ بہت سے تاریخی اور سیاسی اسباب کی بنا پر بدگمانی اور خوف میں مبتلا ہے) اپنے سے مانوس اور اپنے دین کے اصولوں اور بنیادوں، اپنے دینی پیشوا کی سیرت، اور اپنی تاریخ کی عظیم شخصیتوں سے روشناس کرنے اور اس ملک میں آنے کے بعد انھوں نے جو تعمیری وانتظامی کردار ادا کیا، اس ملک و معاشرہ کو جو تحائف دیئے، اور اب بھی ان کا وجود ملکی اور غیر ملکی سطح پر جو کردار ادا کر سکتا ہے، اس کے واقف کرانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کر رہے ہیں، انھوں نے سنجیدہ طور پر یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ اپنی دینی تعلیمات ہی کی بنا پر اپنی ساری کمزوریوں کے باوجود اب بھی سیرت واخلاق کے کون سے امتیازی پہلو رکھتے ہیں، اور ان سے کام لے کر ملک کے تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے سماج کو مہیب زوال سے بچایا جا سکتا ہے، ان کے اخلاق اور سیرت کی خوشبو عام معاشرہ میں نہیں پہونچی، غیر مسلم بھائیوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں کو سیاسی میدان میں دیکھا یا انتخابی معرکہ (الیکشن) کے موقعہ پر یا بازاروں، دفتروں میں اور وہاں ان کو کوئی بڑا امتیاز نظر نہیں آیا، عام طور پر غیر مسلم اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں، اور اس کا ثبوت برابر ملتا رہتا ہے، وہ مسلمانوں سے متعلق اتنا جانتے ہیں کہ مسلمان ختنہ کراتا ہے، گائے کا گوشت کھانا ضروری سمجھتا ہے، اور کچھ بات ہو جائے تو اسے بڑی جلدی غصہ آجاتا ہے، مسجد کے سامنے دوسروں کا باجہ نہیں سن سکتا، چاہے خود بجائے، ہم ابھی تک انھیں اذان کا مطلب تک نہیں سمجھا سکے جو پانچوں وقت (اکثر جگہ لاؤڈ اسپیکر سے) ہوتی ہے۔

اس بے خبری اور منافرت میں (جو ملک کے لئے بھی سخت مضر ہے) ہمارے ہم وطنوں کی غفلت اور احساس برتری کا بھی دخل ہے، فرقہ پرست رہنماؤں کا بھی قصور ہے، سیاسی الیکشنی نظام کا بھی عیب ہے، تعلیمی نصاب اور کورس کی کتابوں کی بھی ذمہ داری ہے، لیکن اس وقت ہمارے مخاطب مسلمان ہیں، ہم نے اپنے ہم وطنوں کو اپنے سے مانوس اور اسلام سے متعارف نہیں کرایا، ایسا طرز زندگی ہم عمومی طور پر سامنے نہیں لائے جس میں کشش ہو اور جو اس دین اور اس انقلاب کے سرچشمہ سے واقفیت کا تجسس (CURIOSITY) پیدا کرے، مطالعہ کا شوق یا کم سے کم پوچھنے اور غور کرنے پر

www.abulhasanalinadwi.org

آمادہ کرے۔

ماحول کو مانوس اور قریب کرنے کا عمل، اصول اور کردار کی کسی قربانی اپنے کسی شعار اور امتیاز سے دست برداری، سیاسی سودے بازی، اور ضمیر فروشی کے بغیر بھی ہو سکتا ہے، اس کے لئے صرف عملی نمونوں، اخلاقی پختگی و بلندی، ٹھوس ایثار و قربانی، گہری اور عاقلانہ حب الوطنی، دانشمندانہ اور خود دارانہ اختلاط، باہم آمیزی، سماجی و رفاہی کاموں میں نہ صرف شرکت بلکہ قائدانہ کردار ادا کرنے کی سعی اور اس ملک کو اس مہیب اخلاقی زوال سے بچانے کی مخلصانہ کوشش کی ضرورت ہے، جو بظاہر بالکل قریب آگیا ہے اور جس سے صرف وہی ملت بچا سکتی ہے، جو دولت کو مقصود حیات اس زندگی ہی کو حقیقی زندگی، ذاتی مفاد ہی کو مقصود اصلی نہیں سمجھتی اور جس کے پاس ہزار خرابیوں اور کمزوریوں کے باوجود آسمانی تعلیمات کا سرمایہ، نبوت کا فیض اور ایمان کی رمق موجود ہے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے، جس کے سمجھنے کے لئے بڑی ذہانت اور جس کے دیکھنے کے لئے کسی خاص بصیرت کی ضرورت نہیں کہ ملی استحکام کی ساری کوششوں، اعلیٰ تعلیمی اداروں، قومی سرمایہ، تصنیفی و تحقیقی سرگرمیوں اور ذہین ترین، فاضل ترین بلکہ ولی صفت انسانوں کی بکثرت موجودگی کے باوجود، اگر ماحول ناآشنا بلکہ متنفر و متوحش

www.abulhasanalinadwi.org

ہے تو فرقہ وارانہ تعصب کے جنون کی ایک لہر، نفرت کی ایک آندھی اور ہسٹیریا کا ایک حملہ، گھنٹوں میں اس ساری صورت حال کو تبدیل کر سکتا ہے اور سیکڑوں برس کی تعمیری کوششوں کو آن کی آن میں معدوم کر سکتا ہے اور مختلف مقامات پر محدود پیمانہ پر ہونے والے فسادات نے اس کو بدیہی حقیقت بنا کر دکھا دیا ہے۔

اس لئے اس وقت سارے دینی اداروں، تعلیمی و دعوتی سرگرمیوں کتب خانوں بلکہ مساجد و مدارس کی حفاظت اور عزت و ناموس کے تحفظ کی ضمانت وہ وسیع بیرونی آہنی حصار ہے، جس کے اندر یہ سب دینی مرکز، ملی اثاثہ، اور عزت و ناموس محفوظ ہو، ماحول کا ضروری حد تک مانوس و آشنا ہونا، اس سارے اثاثہ کو قیمتی سمجھنا جو ملک ہی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے، اور ملت اسلامیہ کی افادیت و ضرورت کا اعتراف ضروری ہے۔ پھر ان ساری کوششوں اور مشغولیتوں کے جاری رہنے اور پایۂ تکمیل کو پہونچنے، کسی ادارہ کو قائم کرنے اس کو ترقی دینے، اپنی بات دوسروں تک پہونچانے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ملک میں معتدل و پرسکون (NORMAL) حالات ہوں، بات کرنے، اپنی بات سناتے اور سننے والے اس کو اطمینان کے ساتھ سننے اور اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کے موڈ میں ہوں اگر بادل کی گرج، بجلی کی کڑک، اور موسلا دھار بارش کسی پرسکون محفل

www.abulhasanalinadwi.org

باعثِ مسرت تقریب کو درہم برہم کرسکتی ہے اور کسی جلسہ میں جہاں سحر انگیز مقرر تقریر کررہے ہیں کسی سانپ کا نکل آنا، یا کسی دیوانہ کتے کا آجانا (محبوب ومحترم قائدین اور قابل وبا فتہ منتظمین کی ہزار کوششوں کے باوجود) جلسہ کی بساط الٹ دے اور کسی طرح لوگوں کو بیٹھنے پر آمادہ نہ کرسکے تو ایک مطعون اقلیت اس انتشار انگیز فضا میں اور طویل المیعاد تعمیری کوششیں ایک ہیجانی اور طوفانی فضا میں کیسے باقی رہ سکتی ہیں۔

۱۱۔ ملک کے حالات کے جائزہ اور حقائق پر گہری نظر کی ضرورت

پھر صرف ماحول کا مانوس اور متعارف ہونا کافی نہیں، ضرورت ہے کہ خود مسلمان بھی زندگی کے حقائق، ملک کے حالات اور ماحول کے تقاضوں سے باخبر و روشناس رہیں، مسلم معاشرہ کا رابطہ زندگی اور ماحول سے کٹنے نہ پائے، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جہاں مسلمانوں نے سب کچھ کیا، لیکن زندگی کے حقائق سے روشناس نہیں ہوئے اور اس ماحول میں اپنے قائدانہ فرائض انجام دینے کی کوشش نہیں کی، انھوں نے ایک اچھا شہری، ایک مفید عنصر بننے اور اس ملک کی قیادت حاصل کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی، وہاں اس ملک نے ان کو اس طرح اگل دیا جیسے لقمہ اگلا جاتا ہے اور ان کو اگل کر باہر پھینک دیا، اس لئے کہ انھوں نے اپنی جگہ نہیں بنائی تھی، اگر مسلمانوں نے زندگی کے حقائق سے آنکھیں بند رکھیں، ملک میں ہونے والے انقلابات، نئے

www.abulhasanalinadwi.org

بننے والے قوانین بدلتے ہوئے نظام تعلیم، زبان و رسم الخط، عوام کے دل و دماغ پر حکومت کرنے والے رجحانات، ذرائع ابلاغ اور ملکی پریس کی طرف سے روزانہ دی جانے والی خوراک سے انھوں نے آنکھیں بند رکھیں تو قیادت تو الگ رہی (جو خیر امت کا فرض منصبی ہے) ملی وجود کی حفاظت بھی مشکل ہو جائے گی، اور ان کی آئندہ نسل ذہنی ارتداد و انتشار کا نہیں بلکہ (خاکم بدہن) اعتقادی و دینی ارتداد کا بھی لقمۂ تر بننے سے محفوظ نہیں رہے گی۔

آخری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس ملک میں باعزت طریقہ پر رہنے کا یہی راستہ ہے کہ وہ اپنی افادیت ثابت کریں اور اخلاقی قیادت کے اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کریں، جو عرصۂ دراز سے اس ملک میں چلا آرہا ہے، اور اب اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اس کی کشتی حیات ڈانواڈول ہو رہی ہے، کسی ملک میں کوئی اقلیت یا فرقہ اپنی واضح افادیت و ضرورت اور بے لاگ و بے غرض دعوت و قیادت کے بغیر عزت و اطمینان کے ساتھ نہیں رہ سکتا، اقبال نے صحیح کہا ہے

زندگی جہد است استحقاق نیست

اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید کا واضح اعلان ہے جس کی تصدیق پوری تاریخ انسانی کرتی ہے

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ج	سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور
وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ	(پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہونچاتا ہے وہ
فِی الْاَرْضِ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ	زمین میں ٹھہرا رہتا ہے، اسی طرح خدا (صحیح
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝ (سورۃ الرعد ۱۷)	اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org